اقتصاد

معاشرہ و معیشت
امام جعفر صادقؑ کی نظر میں

پروفیسر شاہ محمد وسیم

حدیث پیغمبر آخر الزماں محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روشنی میں یہ دنیا میدان عمل ہے جیسا کہ آپ نے ارشاد فرمایا ہے "الدنیا مزرعة الآخرہ "(دنیا آخرت کی کھیتی ہے) ہر شخص کو اپنے اہل وعیال کے لئے روٹی روزی کمانے کے لئے محنت مشقت کرنا ہے۔ سماج پر بوجھ بننا یا بلاوجہ دست سوال دراز کرنا معیوب ہے۔ امام جعفر صادقؑ نے ارشاد فرمایا ہے کہ اس شخص کے کردار میں بلندی پائی جاتی ہے" ...جو بھیک مانگنے پر موت کو ترجیح دیتا ہے"[1]

یہ دنیا میدان عمل ہے، یہاں جائز طریقوں سے روٹی روزی کمانا حصول آخرت سے باز نہیں رکھتا۔ دائرہ عمل میں یہ بھی آتا ہے کہ کسی دوسرے سے بلا وجہ کوئی کام کرنے کو نہ کہا جائے۔ منقول ہے کہ" پیغمبرؐ سے کچھ امتی بولے۔ ہم آپ سے یہ استدعا کرنے آئے ہیں کہ آپ جنت میں ہمارے داخلے کے ضامن بن جائیں۔ (یہ سنکر) آپؐ نے تھوڑی دیر سکوت اختیار فرمایا اور پھر کہا کہ ہاں ! میں ایسا کروں گا مگر تم لوگ یہ عہد کرو کہ کسی سے کوئی مراعات نہیں چاہو گے۔ انہوں نے وعدہ کیا۔ (تو آپؐ نے فرمایا کہ) جب تم لوگ گھوڑے کی پشت پر حالت سفر میں ہوگے اور تم میں سے کسی کا کوڑا گر جائے گا تو وہ اسے خود اٹھائے گا اور کسی دوسرے ہم سفر یا پیدل چلنے والے سے اٹھانے کو نہ کہے گا۔ اور جب کھانا کھا رہے ہوگے تو پینے کے لئے پانی لینے خود جاؤ گے اور کسی دوسرے سے نہ مانگو گے[2]

اس واقعہ سے اپنا کام آپ کرو اور دوسروں کی عزت کرو کا سبق ملتا ہے۔ مندرجہ بالا بیان کی روشنی میں اقدام و عمل کرنے کا درس اور اس پر تاکید بھی موجود ہے۔ محنت و مشقت کیوں ضروری ہے اسے سمجھنا ہو تو آئمہ علیہم السلام کے ارشادات میں سے امام جعفر صادقؑ کے ارشادات کو دیکھئے کہ

۱۔ منہاج الصادقین، ۲۔ ایضاً ،صفحہ ۱۴۶

آپ نے فرمایا کہ" میں اپنے کھیت پر خود کام کرتا ہوں یہاں تک کہ میں پسینے میں شرابور ہو جاتا ہوں، حالانکہ میرے مدد کرنے والے ہیں مگر میں ایسا اس لئے کرتا ہوں کہ اللہ کے حضور میں میرا شمار دیانتدارانہ طور پر روٹی روزی کمانے والوں میں ہو۔" ۳ حضرت علی علیہ السلام نے اپنے وصیت نامے میں یہ کہا ہے" کسی حرفت (وپیشہ) میں باعزت محنت کا ماحصل اس جمع ہونے والے مال سے بہتر ہے، جسے فسق وفجور کے ذریعہ حاصل کیا جائے۔" ۴

لیکن محنت ومشقت اور ہے اور تجارت اور دوسرے تکنیکی کام اور ہیں۔ مزدور کی ترقی کی منزلیں اور مواقع کم بھی ہیں اور صبر آزما بھی۔ عمار ثباتی نے بیان کیا ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ہے کہ" کسی کو نہیں چاہئے کہ وہ اپنے کو فروخت کرڈالے، مگر (یہ کہ) خدا سے روزی طلب کرے (یعنی مزدوری سے بہتر اقدام کرے) اسے تجارت کرنا چاہیے کیونکہ اپنے کو بیچ ڈالنے سے ترقی کے مواقع گھٹ جاتے ہیں۔" ۵

یہاں یہ بیان کردینا بھی ضروری ہے کہ بہت سے محنت کش اور تجارت کرنے والے زیادہ اور زیادہ کی ہوس کے شکار ہوکر، اپنے اور اپنے اہل وعیال کے لئے پریشانی کا باعث بن جاتے ہیں۔ دولت کی ہوس اور اس کی پوجا نے معاشرہ کی کیا حالت بنا ڈالی ہے؟ آج ہر شخص پریشان نظر آتا ہے۔ اسلام نے قناعت کے نظریۂ کو عام کرکے نہ صرف یہ کہ ذہن انسانی کو سکون عطا کیا ہے، بلکہ اس کے ساتھ ساتھ دوسروں کے لئے مواقع عام کئے ہیں کہ جہاں ایک رکا دوسرے نے ذمہ داری سنبھالی۔ اس طرح ہر محنتی اور ایماندار شخص کے لئے روزگار اور ترقی کے مواقع موجود ہیں۔ اس طرح سکون، اطمینان قلب اور ترقی سب ہاتھ آئیں گے۔ جائز طریقوں سے روٹی روزی کمانے اور ترقی کرنے پر کوئی پابندی عائد نہیں کی گئی ہے، بشرطیکہ حقوق اللہ بھی ادا ہوتے رہیں اور حقوق العباد بھی۔ امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ہے۔

" اگر کچھ کم تمہیں کچھ زیادہ کے مقابلہ میں سکون عطا کرسکتا ہو تو یہ اس دنیا کا کچھ کم تمہارے لئے کافی ہے۔ اور اگر یہ قناعت نہ عطا کرسکے تو دنیا کی تمام تر (چیزیں) بھی تمہاری ہوس کو پورا نہ کرپائیں گی۔" ۶

اس کے ساتھ ہمیں سورہ زخرف کی ۳۲ ویں آیت میں ارشاد خداوندی کو بھی یاد رکھنا چاہئے۔

۳۔ لوائے الاخبار، صفحہ ۳۳۱، ۴۔ مکتوب ۳۱ (وصیت نامہ)، نہج البلاغہ (انگریزی سے ترجمہ)، ۵۔ بحارالانوار جلد ۲۳، ۶۔ ایضاً جلد ۱۴

أَهُمْ يَقْسِمُونَ رَحْمَتَ رَبِّكَ نَحْنُ قَسَمْنَا بَيْنَهُمْ مَعِيشَتَهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَرَفَعْنَا بَعْضَهُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجَاتٍ لِيَتَّخِذَ بَعْضُهُم بَعْضًا سُخْرِيًّا وَرَحْمَتُ رَبِّكَ خَيْرٌ مِمَّا يَجْمَعُونَ۔

(کیا وہ تمہارے رب کی رحمت کو تقسیم کریں گے؟ ہم ان میں اس زندگانی دنیا میں ان کی روزی تقسیم کرتے ہیں۔ اور ہم ہی نے ان میں سے بعض کو بعض پر رتبہ میں فوقیت عطا کی ہے تاکہ وہ ایک دوسرے سے کام لے سکیں اور تمہارے رب کی رحمت اس سے کہیں بہتر ہے جو وہ جمع کرتے ہیں)

امام جعفر صادق علیہ السلام نے مندرجہ بالا آیت کی تشریح کرتے ہوئے یہ فرمایا ہے کہ "اللہ نے (لوگوں کے) ارادوں (اور پسند وناپسند) میں فرق رکھا ہے، (اسی طرح ان کی) ہمت اور اقدامات میں اور دوسرے حالات میں، اور انہیں اقتصادی (اور سماجی) زندگی گذارنے کا ذریعہ بنایا ہے تاکہ وہ ایک دوسرے پر اپنی معاشی (اور سماجی) ضروریات کے لئے منحصر رہ کر، اپنی حالت میں بہتری لائیں ۷

اسی طرح تجارت کے بارے میں آپ نے فرمایا ہے کہ" تجارت کرنا نہ چھوڑو کہ اس کا ٹھکرانا تمہارے لئے سبکی کا باعث بن سکتا ہے۔ تجارت کرو، اللہ تمہاری کوششوں کو قبول فرمائیگا۔" ۸

لیکن تجارت کے لئے محنت کے ساتھ ساتھ ایمانداری کی شرط ہے۔ امام صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ہے کہ" جو تجارت کرنا چاہے اسے شریعت کا علم ہونا چاہئے تاکہ اسے معلوم ہو سکے کہ کس بات کی اجازت ہے اور کس سے منع کیا گیا ہے۔ اسی لئے جو تجارت میں قانون شریعت کو جانے بغیر داخل ہوتا ہے اس کے حصے میں شکوک (کہ کس امر کی اجازت ہے اور کس کو منع کیا گیا ہے) آئیں گے" ۹ دین کے لئے یہ ضروری ہے کہ" وزن اس وقت تک صحیح نہیں ہے جب تک ترازو جھک نہ جائے۔" ۱۰ امام نے اس کا مفہوم یہ کہہ کر بیان کیا کہ" اس کا مطلب یہ ہے کہ دینے والے کو ذرا کچھ زیادہ دینے کے لئے تیار رہنا چاہئے۔ اور جب ایسا ہو تو لینے والے کو ذرا کچھ کم لینے کے لئے بھی۔"

اب تجارتی دنیا پر نظر ڈالئے۔ آئے دن کے جھگڑے، دولت کی ہوس اور ایک دوسرے کو پیچھے چھوڑ جانے کی آرزو اور مداخلت بے جانے سب کو پریشان کر رکھا ہے۔ اب ذرا امام جعفر صادقؑ کے

۷۔ تفسیر برہان (سورہ زخرف کی آیت ۳۲ کی تفسیر)، ۸۔ اصول کافی، ۹۔ المکاسب، ۱۰۔ تفسیر آیت اور زنو بالقسطاس المستقیم۔

اس بیان پر نظر کیجئے آپ نے فرمایا کہ'' پیغمبر نے اپنے مسلمان بھائی کے تجارتی معاہدہ میں دخل اندازی کرنے سے منع فرمایا ہے۔'' ۱۱ یہ حکیمانہ قول ہماری رہبری کے لئے کافی ہے۔ہاں ! مسابقت (competition) ہومگر صحتمند ۔ ایک ایماندار تاجر کی عظمت بیان کرتے ہوئے آپؑ نے ارشاد فرمایا ہے کہ'' لاریب ! ایک ایماندار تاجر قیامت کے دن فرشتوں کے ساتھ ہوگا۔'' ۱۲

اب ذرا ذخیرہ اندوزی اور اس کے اثرات پر نظر کیجئے۔ خاص کران صارفین پر جن کی آمدنی محدود ہے اور وہ جن کے پاس وسائل کی کمی ہے۔ ذخیرہ اندوزی کی وجہ سے بازار میں اشیاء کی کمی واقع ہوجاتی ہے اور قیمتوں میں اضافہ ہونے لگتا ہے ۔ یقیناً یہ ایک معاشی اور سماجی برائی ہے۔ امام علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ'' صارفین کے استعمال کی چیزوں کی ذخیرہ اندوزی کرکے لوگوں کو اس حالت میں چھوڑنا کہ ان کے پاس کھانے کو کچھ نہ ہو، جرم ہے۔'' یہاں یہ بھی کہا جاسکتا ہے کہ ذخیرہ اندوزی کرنا اس لئے منع ہے کہ پیغمبرؐ نے ارشاد فرمایا کہ خداوند عالم نے ان تاجروں پر رحمت کا وعدہ فرمایا ہے جو اشیاء خوردنی کی فراہمی کرکے (ان کی کمی کو دور کرتے ہیں) اور ان تاجروں پر عذاب کا، جو ذخیرہ اندوزی کرتے ہیں۔

ذخیرہ اندوزی دو وجوہات کی وجہ سے (خاص کر ممنوع قرار دی گئی ہے۔ ایک یہ کہ جب ذخیرہ اندوزی ان اشیاء کی ہو، جو صارفین کے لئے (اشد ضروری) ہوتی ہیں جیسے گیہوں، جو، کھجور، گوند تیل اور نمک جن کی قیمتوں پر فروخت کرنے والوں کا اختیار ہو، اور دوسری وہ کہ جس کا صرف ایک ہی فروخت کرنے والا (monopoly) ہو۔ان دونوں صورتوں میں حکومت انھیں (مناسب قیمت پر) فروختگی کے لئے مجبور کرسکتی ہے۔'' ۱۳

مگر بہرحال سامان کو مہیا کرنے اور پھر انھیں فروخت کرنے میں وقت تو لگتا ہی ہے۔ اس لئے سامان کو صارفین تک پہونچانے اور انہیں مہیا کرنے کے مابین جو وقفہ ہوتا ہے، اس میں انھیں گودام میں حفاظت کے ساتھ رکھا جاتا ہے۔ تاکہ صارفین کی مانگ (demand) کو بروقت پورا کیا جاسکے اور منافع بھی حاصل ہو۔ اگر تاجر کی نیت صاف ہوتی ہے۔ تو مال آتا رہتا ہے اور فروخت ہوتا رہتا ہے، البتہ اسٹور میں سامان کا رہنا بھی ضروری ہے اگر نیت کی خرابی کے ساتھ مال کو ناجائز طور پر دبا کے رکھا جائے تو یہ قیمتوں میں اضافہ کا باعث ہوگا۔ مال کے ذخیرہ کرنے پر نظر رکھنا ضروری ہے ۔

۱۱۔ الحدایق الناظرہ، ۱۲۔ وسائل صفحہ ۲۸۴، ۱۳۔ کنز العرفان، باب المکاسب

امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ مال کو چالیس دن تک ذخیرہ کرنے کی اجازت ہے بشرطیکہ قیمتیں ٹھہری ہوئی ہوں، اور اس صورت میں جب بازار کی حالت اچھی ہو، ورنہ قلت کی صورت میں صرف تین دن تک۔ اور وہ جوان حدود سے تجاوز کرتے ہیں، گنہ گار ہیں۔" [۱۴]

اسی طرح آپ (امام جعفر صادق علیہ السلام) نے مجبوری کی صورت میں ناجائز فائدہ حاصل کرنے سے منع فرمایا ہے۔ جب بازار کی حالت خراب ہو اور لوگوں کی مجبوری سے فائدہ اٹھانے کے لئے ان کا استحصال ہورہا ہو تو یہ بدترین اقدام ہے۔ آپ نے فرمایا ہے کہ "ایسے خراب وقت میں کچھ ایسے افراد نمودار ہوں گے جو مجبور لوگوں سے خرید فروخت کریں گے۔ اور یہ لوگ (مجبور لوگوں سے ناجائز فائدہ اٹھاویں گے) کمین ترین ہوں گے۔" [۱۵] اس طرح کے لین دین کو مجبوری والے لین دین (distress transaction) کہا جاتا ہے۔ اور اس کی ممانعت ہے۔

سرمایہ دارانہ نظام میں منافع کی تو اجازت ہے لیکن حد سے زیادہ منافع خوری ایک معیوب عمل ہے۔ لیکن دیکھنے میں تو یہی آتا ہے کہ ہر تاجر، ہر صنعتکار اور ہر درآمد اور برآمد کرنے والا (importer and exporter) زیادہ سے زیادہ منافع کی تلاش میں سرگرداں نظر آتا ہے۔

ایک بار امام جعفر صادق علیہ السلام نے مصارف کو ایک ہزار گنیاں دیں اور کہا کہ مال کی خریداری کے لئے کاروان تجارت کے ساتھ چلے جاؤ۔ اس جانے والے کارواں نے راستے میں ایک آتے ہوئے کارواں سے ملاقات کی تو معلوم ہوا کہ یہ مال جو یہ کارواں مصر لے جارہا ہے، وہاں کمیاب ہے۔ بس اس کارواں تجارت نے اپنے مال کو صد در صد منافع پر فروخت کیا۔ واپسی پر مصارف نے امام جعفر صادق علیہ السلام کو روئیداد سنائی تو آپ نے فرمایا:

"کیا خوب! تم لوگ کس طرح کے انسان ہو؟ کہ تم لوگوں نے آپس میں یہ فیصلہ کرلیا کہ مسلمانوں کو مال بغیر ایک گنی پر ایک گنی منافع کے نہ بیچوگے۔ اس کے بعد امامؑ نے رقوم کی دونوں تھیلیوں کو اٹھایا اور کہا: یہ ایک تھیلی میری ہے، میں (ناجائز) منافع کمانا نہیں چاہتا۔ اور یہ (بھی) فرمایا: اے مصارف! تلوار سے لڑنا آسان ہے مگر ایماندارانہ طور پر (روزی) کمانا مشکل ہے۔" [۱۶]

پھر ربوٰی کا معاملہ ہے۔ قرآن حکیم نے اس کی ممانعت کی ہے۔ اس ضمن میں امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ہے کہ " آمدنی کے ذرایع میں سب سے نجس ذریعہ ربوٰی یا سود خوری

۱۴۔ لوائے الاخبار، صفحہ ۴۹۰،	۱۵۔ وسائل الشیعہ ۷، ۱۴۷،	۱۶۔ فروغ کافی

ہے۔" ۱۷ آپ نے یہ بھی ارشاد فرمایا ہے کہ اذا اراد الله بقوم هلاكا" ظهر فيهم الربا۔ (جب اللہ کسی قوم (بد) کو ہلاک کرنا چاہتا ہے تو ان میں سودخوری رائج ہوجاتی ہے)۔ ۱۸

اسی طرح انسانی معاشرہ میں دھوکہ دھڑی کو لیجئے ۔ آدمی آدمی پر سے اعتبار کھو بیٹھا ہے۔ اس کا پتہ لگانا ہو تو ادھار لینے دینے والوں کی داستان سنیے ۔ کردار ابھر کر سامنے آئیں گے۔ امام جعفر صادق علیہ السلام نے کیا خوب ارشاد فرمایا ہے:

"وہ جو ادھار تو لیتا ہے مگر واپس نہ کرنے کی نیت سے، دراصل چور کی مانند ہے ۱۹

یہاں یہ بیان کردینا بھی ضروری ہے کہ ادھار دینا خیرات دینے سے بہتر ہے۔ امامؑ نے فرمایا کہ "پیغمبر نے فرمایا کہ اگر میں ایک ہزار درہم کو دو قرضوں میں الگ الگ دے دوں تو یہ (سب کا سب) خیرات دینے سے بہتر ہے۔ اور تمہارے یعنی مقروض کے لئے یہ صحیح نہیں ہے کہ وہ قرض واپس نہ کرنے کی نیت سے ایک بہانہ یا دوسرا بہانہ کرتا پھرے۔ اسی طرح قرض دینے والے کیلئے یہ بھی درست نہیں ہے کہ وہ ایسی حالت میں کہ مقروض مشکل میں ہو، اپنے قرض کی ادائیگی پر مصر ہو۔" ۲۰

اب ذرا ٹیکس (tax) اور اس کی ادائیگی کے مسئلہ پر غور وفکر کریں۔ آج ہر ملک میں کاشتکار اور کھیتی کی زمین پر لگان کے باب میں معیشت کو بہتر سے بہتر بنانے کے لئے گفتگو ہورہی ہے۔ اعلال ارزق نے بیان کیا ہے کہ" میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ پیغمبرؐ نے اپنی رحلت کے وقت حضرت علیؑ سے کہا: اے علی! تمہارے رہتے ہوئے نہ تو کسی کسان پر ظلم کرنے کی اجازت ہو اور نہ ان پر طے شدہ لگان بڑھایا جائے اور نہ کسی کسان سے زمیندار بیگار یعنی زبردستی محنت ومشقت کروائے۔" ۲۱

مسائل عصر جدید اور ان کی وجہ سے پریشان دنیای انسانیت کو ہمیں تعلیمات خدا ورسول اور آئمہ اطہار سے روشناس کروانا چاہئے تاکہ انسانی معاشرہ کو اطمینا وسکون نصیب ہو۔ معاشرتی ، اقتصادی اور سائنسی مسائل پر قرآن ورسولؐ اور آئمہ اطہار کے انکشافات کو جمع کرکے ہمیں اسے عام کرنا چاہئے اور اس کے لئے علماء اور دانشوروں کو مل بیٹھ کر کام کرنا ہوگا۔

۱۷۔ تفسیر آیات متعلق ربوی، ۱۸۔ وسائل ۱۲/ ۴۲۷ بحوالہ الحیٰوۃ، جلد ۵، صفحہ ۵۰۹،
۱۹۔ کنز العرفان، صفحہ ۲۹۱، ۲۰۔ وسائل، صفحہ ۲۸۷، ۲۱۔ ایضاً، صفحہ ۲۷۶